ایمانی محبت کے کعبے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہیں اور ان کی محافظ سعودی گورنمنٹ ریاض میں ہے۔ اگر موخر الذکر سے بے وفائی کی جائے تو قدرتی طور پر اول الذکر سے بے وفائی لازم آتی ہے جس کے مرتکب مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اسلامی دنیا کے ممالک کا اتحاد دہشت گردی کے خلاف ہے اور اس کا مسلمانوں کے مسلکی تنوع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا یہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں یہ پاسباں ہمارا

اسلام کا مدار بیت اللہ شریف ہے۔ اگر خدانخواستہ واقعی اس مدار کو کبھی کوئی خطرہ لاحق ہو تو اہل پاکستان، اس کی حرمت پہ کٹ مرنے کیلئے کفن بردوش، کسی سے پوچھے بغیر سوئے دیار مصطفیٰ ﷺ جوق در جوق، کارواں در کارواں پورے سوز وساز اور شوقِ شہادت کے ساتھ چل پڑیں گے اور معرکہ ہائے بدر وحنین کی تاریخ دہرا دیں گے۔ ہمارے اور اہل حرم کی دھڑکنیں اور ہماری سانسیں سانجھی ہیں۔ ہمارا جرنیل تو وہاں پہنچ گیا ہے۔ ہم اس کی سپاہ ہیں۔ ہم ایسی سپاہ ہیں جو صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے لڑتے ہیں۔

یہ موقع مناسب ہے کہ ہم اپنے عظیم اسلامی ممالک ایران کی قیادت سے التماس کریں اور التماس سے پہلے، ان کی توجہ شام پر امریکہ کے تازہ حملہ کی طرف دلاتے ہیں اور نہایت دردمندی سے التجا کرتے ہیں کہ یہ وقت سنی شیعہ کے داخلی اختلافات کا نہیں بلکہ دشمنانِ اسلام کے تیور دیکھنے کا ہے۔ امریکہ اور اس کے حواری، شیعہ سنی کے نہیں بلکہ اسلام کے دشمن ہیں۔ شام میں اسد کا اقتدار بچانا، کوئی فریضہ اسلام نہیں ہے جبکہ اسلام کو بچانا فرض عین ہے۔ سنی اور شیعہ کا جھگڑا اسلام کے اندر ہے۔ خاکم بدہن، اسلام نہ رہا تو کہاں کا سنی اور کہاں کا شیعہ۔ کہاں کا بریلوی، دیوبندی اور کہاں کا اہل حدیث۔

اس لیے ایرانی قیادت اب عجمی اسلام کی نمائندہ نہ ہے بلکہ آگے بڑھے اور دہشت گردی کے خلاف عربی اسلام کے اتحاد میں شامل ہو جائے۔ یہی ہماری، ان کی اور اسلام کی ضرورت ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عجمی اور عربی کی تمیز مٹا کر دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔

علمائے اسلام توجہ فرمائیں

سرگودہا کے چک نمبر 95 شمالی میں علی محمد گوجر کے استھان پر جو خونی واقعہ رونما ہوا اور جس میں

20 نفرِ عقیدت مند قتل ہوئے، بلاشبہ اس تصوف کی کارستانی ہے جو دریائے اسلام کے بالکل متوازی بہہ رہا ہے اور جو مسلمانوں کو حرمین شریفین مکہ و مدینہ کی بجائے عجمی دربار سرگودہا میں پہنچا دیتا ہے۔ اسے عقیدت مندوں کی جہالت کہیں کہ وہ ایسے آستانوں کو اپنی وفاؤں کا کعبہ بناتے ہیں جہاں کے گدی نشینوں کو تصوف پہلے صوفی، پھر ولی غوث، غوث الاعظم، غوث الاغواث، غیر اللہ کو حاجت روا اور مولا مشکل کشا بناتی جن بندگان اللہ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''داعی الی اللہ'' کی حیثیت میں دربار الٰہیہ میں کھڑا کیا تھا، انہیں وہاں سے نکال کر علی محمد گوجر کے دربار میں پہنچا دیتی ہے۔ یہ ان کوتاہ اندیش اور کوتاہ بخت لوگوں کی بدنصیبی ہے کہ زمین و آسمان، عرش کرسی کے ملیک مقتدر کے دربار سے نکل کر علی محمد گوجر کے دربار میں سوالی بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں جبکہ دربار صرف ایک ہی ہے۔ دربار اکبری اور فرعون و نمرود کے دربار لوگوں کی آنکھوں کے سامنے پیوند خاک ہوئے یا نشان عبرت و حسرت ہو کر آثار قدیمہ بن گئے۔ دربار صرف ایک ہی ہے، باقی سب فریب۔

یا الٰہ العالمین تیری بڑی سرکار ہے
خود بڑا جتنا ہے تو اتنا ترا دربار ہے

اسی دربار علی محمد گوجر میں ہمارے علما چونکہ ﴿ألا ان أولياء الله﴾ پڑھ کر تقریروں کے سمندر بہاتے ہیں، اس لیے ہم انہی کو متوجہ کرتے ہیں کہ عبدالوحید، قاتل متولی نے جو کچھ کیا ہے اس کے پیچھے ان کے صوفیانہ مواعظ حسنہ کا ہاتھ بھی ہے۔ طالبانی فکر جہاد کی انوکھی توجیہہ کر کے قتل مسلم کی مرتکب ہے تو تصوف کے سارے اڈے، صوفیانہ فکر کے تحت مقتل بن گئے جس کی ذمہ داری ان علمائے اسلام پر ہے جو ان اڈوں پر شان اولیاء بیان کرتے اور فیسیں وصول کرتے ہیں۔ شاید ہی کوئی دن جاتا ہو کہ جعلی پیروں، گنڈہ بازوں اور ایک فون کال پر تقدیر الٰہیہ کو بدل دینے کے جھوٹے مدعیوں کے ہاتھوں انسانوں کا قتل، مستورات کی عصمت دری اور مخلوق خدا کے اموال پر ڈاکہ زنی کے لرزہ خیز صدمات اور واقعات اخبارات میں نہ چھپتے ہیں اس لیے یہ علماء کا فرض ہے کہ تصوف کے ان مراکز پر اولیاء اللہ والی آیت قرآنی کی غلط توجیہہ کر کے جاہل لوگوں کو گمراہ کر کے، انہیں مرجع خلائق نہ بنائیں۔ ہمیں نہیں معلوم علی محمد گوجر ولی یا غوث الاغواث تھا، یہ درجات اہل تصوف کے تراشیدہ ہیں۔ ہاں ہم مقامِ اولیاء کی صحیح تفسیر بیان کر دیتے ہیں۔ ولایت، وہبی نہیں ہوتی۔ یہ سراسر عبادت و ریاضت مسنونہ کے ذریعے کسب ہوتی ہے۔ اگر کسبی ہے تو موروثی نہیں ہو سکتی مگر ہمارے عجمی اولیاء کی ولایت موروثی طور پر بلکہ اکثر اوقات ابنائے ولی کے درمیان عدالتی کارروائیوں کے ذریعے منتقل ہوتی ہے۔ ولایت روحانی ہوتی ہے، مادی

املاک کی طرح قانون وراثت کے تحت اولاد میں منتقل نہیں ہوتی مگر اب یہ سب کچھ چلتا ہے بلکہ بعض اوقات تو اس تنازعہ خلافت میں مریدان باصفا بھی تقسیم کر لیے جاتے ہیں۔ ملزم عبدالوحید بڑا خرانٹ آدمی نظر آتا ہے۔ سرکاری ملازم تھا۔ قانون قاعدے کو خوب جانتا ہے۔ الیکشن کمیشن میں ملازم تھا، گذشتہ الیکشن میں اسے خاص آدمی کے طور پر، کسی خاص ضلع میں تبدیل بھی کیا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ سیاسی حلقوں میں جانا پہچانا جاتا ہے۔ چہرہ باطن کا آئینہ ہوتا ہے، 20 بندوں کا قتل کرنے کے بعد بھی اس کے چہرے پر کسی پریشانی کا عکس نظر نہیں آیا۔ لگتا ہے کہ ''پیر بھائیوں'' کا حلقہ اس کے کام آئے گا۔ علی محمد گوجر کے عقیدت مندوں میں وکیل اگر موجود تھا جو مقتول ہوا تو پولیس اہل کاروں کا وہاں آنا جانا بھی، اخبارات میں آیا ہے۔ یہ سب باتیں، اس کی باطنی طمانیت کی آئینہ دار ہیں۔ قیافہ شناسی، چہرے کا مطالعہ ہی تو ہے۔ اللہ احسن الخالقین نے بنی آدم کو مکرمت بخشی مگر تصوف کے راہ سلوک کے مسافروں سے مکرمت کی یہ خلعت فاخرہ چھین کر ان کی گردنوں میں سگ دربار...... کے قلادے ڈال کر انہیں ''اسفل سافلین'' کے درجے تک گرا دیا۔ ان کی اشتہاری وتجارتی ولایت کی کرامات اس نیٹ ورک کی پیداوار ہیں، جو ''پیر بھائی'' کے نام سے مشہور ہے۔ علمائے اسلام اتنا تو کریں کہ ان کے سامعین رزق کے ٹوڑے (ٹکڑے) اللہ خیر الرازقین سے ہی مانگا کریں۔ میاں محمد بخش صاحب یہ ٹوڑے (ٹکڑے) اپنے مرشد پیر شاہ غازی سے مانگتے ہیں۔

ہم آقائے نامدار سیدنا ومولانا محمد ﷺ کیلئے ''حضور اقدس'' کا استعارہ ادب وعظمت کیلئے برتتے ہیں۔ اہل تصوف کا کمال کرشمہ دیکھیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ایک وصفی اسم حسنیٰ ''معطی'' بھی ہے ''یعنی دینے والا، عطا کرنے والا، اس کا پنجابی مترادف داتا ہے۔'' یار لوگوں نے یہاں سے داتا لیا اور ''حضور اقدس'' سے حضور اتارا، اور ''داتا حضور'' کا مرکب تراش کر کے، لاہور والے بزرگ سید علی ہجویری پر برتنا شروع کر دیا یعنی ان بزرگوں میں صفت الوہیت اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے مختص ''حضور اقدس'' جو ان کے مقام نبوت کا استعارہ تھا، وہاں سے ''حضور'' کاٹ کر صفت نبوت بھی ان میں ڈال دی مگر کسی عالم دین نے عقل سے ذرہ بھر کام نہ لیا اور اسے اس کثرت سے استعمال کیا کہ دور حاضر کے بلند پایہ اہل قلم اور مؤرخ ڈاکٹر صفدر محمود بھی ''داتا حضور'' کی ترکیب پر ریجھ گئے۔ مرنے والے مر گئے۔ تصوف سے جزا پا گئے، رہی سزا تو یہ معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ گمان غالب ہمارا یہی ہے کہ عبدالوحید کے پیر بھائیوں کا نیٹ ورک اس کی رہائی کیلئے حرکت میں آئے گا اور اسے ابھی مزید عقیدت مندوں کے گناہ جھاڑنے اور جنت رسید کرنے کیلئے بچا لے گا۔ پھر یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ وہ لوگ بھی

اس کی خلاصی کیلئے میدان میں اتریں، جن کیلئے اس سے گزشتہ الیکشن میں افسر بکار خاص کا کام لیا گیا تھا۔ ہم کیا کہیں۔ ہم پر اہل حدیث ہونے کا جرم، بڑا فتوی لکھا لکھایا پڑا ہے بس مہر لگانے کی ضرورت ہے۔

وزیر اعظم سے کیا امید رکھیں وہ تو اب خیر سے ہندوؤں کی دیوالی میں بھی جا پہنچتے ہیں اور وحدت ادیان کے گمراہ کن نظریہ کے ثبوت کے طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ، گاڈ، بھگوان الیشور کو ایک ہی ماننے لگ گئے ہیں۔ ہائے ان کی اسلام دانی! اگر دیوبند میں گاندھی، اندرا اور من موہن سنگھ جاتے ہیں تو وہ ''وحدت ادیان'' کے عقیدہ کے تحت نہیں جاتے بلکہ یہ ان کی سیاسی ضرورت اور اہل دیوبند کی مجبوری ہوتی ہے کہ ان کو بلاتے ہیں۔ اگر بات صرف الیشور، بھگوان، خدا اور اللہ یا گاڈ کی ہوتی تو گاؤ کے ذبیحہ پر مسلمانوں کو ذبح نہ کیا جاتا۔ مشرکین مکہ وحدتِ ادیان کے قائل نہ تھے۔ اگر ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ وہ اللہ کو تو جانتے ہیں مگر یہ رحمٰن کون ہے وہ اسے نہیں مانتے۔ عزت مآب وزیر اعظم! بھگوان اور اللہ کے پیچھے ایک پورا فلسفہ حیات چھپا ہے۔ اول الذکر کے پیچھے ہندومت اور موخر الذکر کے پیچھے اسلام ہے۔ کیا بہتر نہیں ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے موضوع پر بولنے سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل کی راہنمائی حاصل کر لیا کریں۔ گاڈ کے پیچھے عیسائیت ہے۔ زرطشت کے پیچھے مجوسیت ہے۔ رہے ہندو تو یہ ہمارے اہل ذمہ ہیں۔ انہیں اسلام اپنے عقیدہ کے مطابق اپنی رسومات عبادت بجالانے کی آزادی دیتا ہے۔ مگر ہمیں ان کے بھگوان کو اللہ تعالیٰ کا متبادل کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمارا ایمان اللہ پر ہے۔ بھگوان، گاڈ، زرطشت، یزداں یا اہرمن پر نہیں۔ کلمہ اسلام میں ''لا الہ الا اللہ'' میں ''اللہ'' آیا ہے اور بھگوان نہیں آیا ہے۔

وزیر داخلہ کی کہہ مکرنیاں

ملعون بلاگرز کی خود اختیار کردہ گم شدگی، وزیر داخلہ کی ان کی بازیابی کیلئے پریشانی اور پھر چپکے سے ان کی برآمدگی کا معاملہ اس وقت اور پراسرار بن جاتا ہے جب اخباری اطلاعات کے مطابق عدالتی اقدام سے پہلے ہی وہ بیرون ملک فرار ہو گئے ہیں۔ وزیر داخلہ کی ایف۔ آئی۔ اے سوتی رہ گئی اور ملزم چلے گئے۔ ہم پہلے بھی پوچھ چکے ہیں کہ اگر ایف۔ آئی۔ اے نے بلاگرز کے خلاف رپٹ درج کر کے کارروائی کا آغاز کیا تھا تو وزیر داخلہ کی ہمدردیاں، بلاگرز کے اہل خاندان کے ساتھ کیوں تھیں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ایف۔ آئی۔ اے کو شاباش دیتے مگر وہ اس پر ناراض ہوئے کہ ان کی اجازت کے بغیر وہ کارروائی کرنے والی کون ہوتی ہے؟ ایف۔ آئی۔ اے سو گئی یا وزیر داخلہ نے اسے سلا دیا تھا یہ بھید بھی کھلنا چاہیے۔ اس معاملہ میں وزیر داخلہ کو اپنی پوزیشن صاف کرنا چاہیے۔